روزنامہ
1913ء سے جاری شدہ
FR-10
الفضل
The ALFAZL Daily
ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org
جمعرات 28 مارچ 2013ء 15 جمادی الاول 1434 ہجری 28 امان 1392 ہش جلد 63-98 نمبر 71

بارش کی دعا

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قحط سالی کے ایام میں بارش کے لئے یہ دعا کی تو مسلسل سات دن بارش برستی رہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ہی بند ہوئی۔ دعا یہ ہے **اللھم اسقنا** (تین بار) **اللھم اغثنا** (تین بار) اے اللہ ہمیں سیراب کر۔ اے اللہ ہم پر بارش نازل فرما۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الاستسقاء حدیث نمبر 957`958)

اخلاق عالیہ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ

حضرت مرزا نذیر حسین رفیق حضرت مسیح موعود بیان کرتے ہیں:۔

ایک دفعہ جبکہ گرمی کا موسم تھا اور بارش نہ ہوتی تھی لوگوں نے صلوٰۃ استسقاء کے لئے حضور سے کہا۔ حضور نے مان لیا۔ آخر دوپہر سے کچھ پہلے مرد حضرت صاحب کے ساتھ باہر گئے اور ہم حضرت اماں جان والے گروپ میں باغ میں گئے۔ باغ میں ایک حویلی تھی۔ باہر سے حضرت صاحب نے حویلی کے اندر حضرت اماں جان کے پاس کچھ ٹوکرے بھجوائے جن میں آم اور آڑو تھے کہ بچوں میں تقسیم کر دیئے جائیں۔ چنانچہ حضرت اماں جان نے ہم سب بچوں میں ان چیزوں کو تقسیم کیا۔ حضور نے صلوٰۃ استسقاء باہر میدان میں پڑھائی۔ غالباً کافی دیر لگی۔ بالآخر حضرت اماں جان کے پاس حضور کا رقعہ آیا کہ بچوں کو لے کر فوراً شہر چلے جائیں۔ امید ہے سخت بارش ہوگی۔ چنانچہ ابھی ہم شہر پہنچے ہی تھے کہ سخت بارش شروع ہوگئی اور ہمارے کپڑے بھی بھیگ گئے۔ (ماہنامہ انصار اللہ اپریل 1974ء ص 38)

حضور کے خادم مرزا دین محمد صاحب آف لنگروال بیان کرتے ہیں:

''میں اولاً حضرت مسیح موعود سے واقف نہ تھا۔ یعنی ان کی خدمت میں مجھے جانے کی عادت نہ تھی۔ خود حضرت صاحب گوشہ گزینی اور گمنامی کی زندگی بسر کرتے تھے۔ لیکن چونکہ وہ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور شریعت کے دلدادہ تھے۔ یہی شوق مجھے بھی ان کی طرف لے گیا اور میں ان کی خدمت میں رہنے لگا۔ جب مقدمات کی پیروی کیلئے جاتے تو مجھے گھوڑے پر اپنے ساتھ اپنے پیچھے سوار کر لیتے تھے۔

جس دن آپ نے بٹالہ جانا ہوتا تو سفر سے پہلے آپ دو نفل پڑھ لیتے۔ (تاریخ احمدیت جلد اول ص 76)

حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب لکھتے ہیں:

''1894ء میں پیشگوئیوں کے مطابق چاند گرہن لگا۔ سورج گرہن لگنے کے دن قریب آئے تو میں اور میرے بھائی مرزا ایوب بیگ صاحب نے ارادہ کیا کہ اس وقت ہم قادیان میں موجود ہوں۔ چنانچہ گرہن والے دن صبح کو ہم قادیان پہنچ گئے۔ صبح کو حضرت اقدس کے ساتھ کسوف کی نماز پڑھی۔ مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہوی نے یہ نماز پڑھائی تھی۔ اور قریب تین گھنٹہ کے یہ نماز اور حضرت مسیح موعود کی دعا جاری رہی۔ چھوٹی بیت کی چھت پر نماز پڑھی گئی تھی۔ (آئینہ صدق وصفا ص 46 تا 48)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے خواہشمند متوجہ ہوں

جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ میٹرک/ ایف اے کے نتیجہ کے بعد ہوگا۔ جو بھی بچے بطور واقف زندگی جامعہ احمدیہ میں داخل ہونے کی خواہش رکھتے ہوں ان کو داخلہ کی تیاری کیلئے درج ذیل باتوں پر خاص توجہ دینی چاہئے۔

1۔ پانچوں نمازیں باقاعدہ ادا کریں۔
2۔ روزانہ باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کریں
3۔ قرآن کریم ناظرہ درست تلفظ کے ساتھ سیکھیں۔
4۔ کتب حضرت مسیح موعود اور ملفوظات میں سے کچھ حصہ روزانہ پڑھیں۔ نیز روزنامہ الفضل کے پہلے صفحہ کو بھی ضرور پڑھتے رہیں۔
5۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایم۔ٹی۔اے پر خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنیں۔
6۔ ایم ٹی اے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی جامعہ احمدیہ کے طلبہ کے ساتھ کلاسیں دیکھیں اور سنیں۔
7۔ مقامی جماعت میں ہونے والے درس ضرور سنیں
8۔ بنیادی جماعتی تاریخ سے واقفیت حاصل کریں
9۔ حضرت اقدس مسیح موعود کے خاندان اور خلفاء کے متعلق معلومات خاص طور پر حاصل کریں۔
10۔ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی شائع کردہ کتب ''دینی معلومات'' اور ''معلومات'' کو اچھی طرح پڑھ لیں تاکہ اس میں سے کوئی سوال پوچھنے پر جواب دے سکیں۔
11۔ روزنامہ الفضل باقاعدگی سے پڑھیں۔
12۔ پانچ بنیادی اخلاق (سچ کی عادت، نرم اور پاک زبان کا استعمال، وسعت حوصلہ،

باقی صفحہ 8 پر

طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ میں 2 نئے شعبہ جات کا قیام

شعبہ ڈائیلیسز اور شعبہ سی ٹی سکین۔ تعارف اور مقاصد

طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کی پیشہ ورانہ خدمات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اس مختصر نوٹ میں 2 تازہ سہولیات کا ذکر کرنا مقصود ہے۔

(1) شعبہ ڈائیلیسز

18 فروری 2012ء کو شعبہ ڈائیلیسز نے کام شروع کیا ، یہ یونٹ سیدنا حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خواہش پر جاری کیا گیا۔ پہلی مشین کا خرچہ خود حضور اقدس نے اپنی جیب سے اپنے دادا حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور والدہ حضرت ناصرہ بیگم صاحبہ کی جانب سے عنایت فرمایا۔ اس خوش آئند اقدام کو دیکھتے ہوئے ہسپتال انتظامیہ نے حضور انور سے خواہش کا اظہار کیا کہ ڈائیلیسز سنٹر کا نام آپ کے دادا کے نام پر **"شریف ڈائیلیسز سنٹر"** رکھا جائے، اس خواہش کو حضور نے ازراہ شفقت منظور فرمایا۔ اس وقت کل 6 مشینیں ہیں ۔ ہیپا ٹائٹس C, B اور ہیپا ٹائٹس Negative کے مریضوں کے لئے مشینیں الگ ہیں۔ اسی طرح صفائی کا معیار بھی نہایت اعلیٰ ہے۔

محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ نے 18 فروری 2012ء کو دعا کے ساتھ اس کا افتتاح فرمایا۔

(2) شعبہ C.T سکین

20 جنوری 2013ء کو محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کے ساتھ اس شعبہ کا افتتاح فرمایا اور پھر حاضرین کو ریفریشمنٹ پیش کی گئی ۔ باقاعدہ کام اس مشین نے 7 جنوری 2013ء سے شروع کیا۔ اس رپورٹ کے ساتھ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں مشینوں کا تعارف کروا دیا جائے جو ڈاکٹر حامد احمد صاحب نے تحریر کیا ہے اور مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب نے نظر ثانی کی ہے۔

شعبہ ڈائیلیسز کا تعارف

Renal Hamodialysis

یہ وہ طریقہ علاج ہے جس میں خون سے فاسد مادوں مثلاً Urea, Creatinine اور دیگر Nitrogenous Products اور زائد پانی کا اخراج کیا جاتا ہے۔ اس کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب دونوں گردے ناکارہ ہو چکے ہوں۔ طبی اصطلاح میں اس کو Chronic Kideny Disease کہتے ہیں ۔ گردوں کے فیل ہونے کی کئی وجوہات ہیں جن میں سرفہرست ذیابیطس، بلڈ پریشر، ادویات کا غیر ضروری استعمال، گردے کی پتھریاں وغیرہ ہیں۔ اگر دونوں گردے متاثر ہو جائیں اور اپنا کام درست طور پر انجام نہ دے سکیں تو خون میں مندرجہ بالا فاسد مادے جمع ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور بروقت خون سے ان زہریلے مادوں کی صفائی نہ ہو تو چند دنوں کے اندر انسان کی موت واقع ہوسکتی ہے۔

اس کا علاج Dialysis ہوتا ہے۔ Dialysis کی مشین کسی حد تک گردے کا کام کرتی ہے۔ بڑے بڑے ہسپتالوں میں Dialysis کے یونٹ بنے ہوتے ہیں ۔ جہاں یہ مشینیں استعمال ہوتی ہیں۔ مریض ایک کرسی پر بیٹھ جاتا ہے یا بستر پر لیٹ جاتا ہے۔ اس کے جسم میں وریدوں کے ذریعے Cannula داخل کر دی جاتی ہے۔ ایک طرف سے خون سرکٹ میں داخل ہوتا ہے اور فلٹر ہونے کے بعد دوسری نالی سے واپس جسم میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اس سارے عمل کا اوسطاً دورانیہ قریباً 4 گھنٹے ہوتا ہے۔ مرض کی نوعیت کے لحاظ سے بعض اوقات یہ عمل ہر تیسرے دن ، ہفتے میں ایک بار یا اس سے زائد وقفے کے بعد دوہرانا پڑتا ہے۔ اس عمل کے مکمل ہونے کے بعد مریض کو بالعموم گھر بھیج دیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ایک لازم امر ہے کہ جہاں یہ مشینیں ہوں وہاں ان کو چلانے والے ڈاکٹر صاحبان اور دیگر عملہ بھی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت 5 تجربہ کار ڈاکٹر و سٹاف شریف ڈائیلیسز سنٹر میں ادارہ کے سربراہ مکرم ڈاکٹر مسعود الحسن نوری صاحب کے زیر نگرانی نہایت جانفشانی سے کام کر رہے ہیں ۔ اس رپورٹ کے شائع ہونے تک گزشتہ ایک سال کے عرصہ میں قریباً ایک ہزار Sessions ہو چکے ہیں جبکہ دوسرے ادارے اس کا 40 فیصد ہی کر پاتے ہیں۔

شعبہ سی ٹی سکین کا تعارف

CAT Scan Center

دور جدید میں میڈیکل سائنس نے ترقی کے حیرت انگیز سنگ میل طے کئے ہیں ۔ چنانچہ ترقی یافتہ ممالک میں خطیر رقوم خرچ کر کے مختلف پیچیدہ بیماریوں کی بروقت تشخیص کرنے والی مشینیں ایجاد کی جارہی ہیں۔ جب ان مشینوں کی مدد سے مرض کی تشخیص ہو جائے تو پھر معالج کو علاج کرنے میں بڑی سہولت ہو جاتی ہے۔ سی ٹی سکین Computerised Axial Tomography بھی ایک حیرت انگیز ایجاد ہے۔ یہ ایک ایسا ٹیسٹ ہے جس میں جسم کے کسی حصے سے X-Rays شعاعیں گزاری جاتی ہیں اور کمپیوٹر کی مدد سے ان شعاعوں سے اس مخصوص حصے کی تصاویر (Images) بن جاتی ہیں۔ یہ تصاویر Slices کی شکل میں ہوتی ہیں ۔ بالکل اسی طرح جیسے ہم چاقو سے کیلے یا کھیرے کے باریک قتلے کاٹ لیں۔ CT سکین کی تصاویر میں جو Slice ہوتے ہیں وہ ایک انچ کے سوویں حصے تک باریک بھی ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ نہایت معمولی سائز کے کینسر یا ٹیومر بھی CT سکین میں پوشیدہ نہیں رہتے۔ ان تصاویر کو Computer کی مدد سے Reconstruct کر کے جسم کے کسی بھی حصے کی مکمل تین جہتی (3 Dimensional) تصویر بنائی جاسکتی ہیں اور متاثرہ عضو کی نشاندہی ہو جاتی ہے۔

CT سکین کی مدد سے دماغ، پھیپھڑوں، دل جگر، گردے، معدے، آنتوں وغیرہ کی مختلف بیماریوں بالخصوص کینسر کی تشخیص کی جاتی ہے۔

اس ٹیسٹ کی ابتداء 1970ء کی دہائی میں ہوئی تھی اور آج یہ دنیا بھر میں رائج ہے۔ اس کی افادیت اور مقبولیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ صرف امریکہ میں ایک سال (2007ء) میں 70 ملین CT سکین کئے گئے۔

اس ٹیسٹ میں مریض کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ ٹیسٹ والے کمرے میں مریض کو ایک خاص قسم کے بیڈ پر لٹایا جاتا ہے اور خودکار طریقے سے بیڈ کو ٹنل (Tunnel) نما مشین میں داخل کیا جاتا ہے۔ بیڈ کو مطلوبہ پوزیشن پر فکس کر کے چند سکینڈ میں X-Rays گزار کر ٹیسٹ کر لیا جاتا ہے۔ بعض اوقات ٹیسٹ شروع کرنے سے پہلے انجکشن کے ذریعے مریض کے جسم میں Contrast داخل کیا جاتا ہے۔ جس سے جسم کے کئی Tissues کے واضح Images حاصل ہو جاتے ہیں ۔ یہ پورا مرحلہ صرف چند منٹ کا ہوتا ہے۔ پاکستان کے کئی بڑے شہروں میں یہ سہولت آ چکی ہے۔ مگر یہ ایک مہنگا ٹیسٹ ہے۔ مجموعی طور پر یہ ایک محفوظ ٹیسٹ ہے مگر چونکہ ٹیسٹ کے دوران بھاری مقدار میں X-Rays جسم میں داخل کی جاتی ہیں۔ لہٰذا دیکھا گیا ہے کہ اس تابکاری کے اثر سے 10 ہزار میں سے ایک یا دو افراد کو کینسر بھی ہوسکتا ہے۔

اس وقت CT سکین میں 4 تجربہ کار سٹاف ایک ڈاکٹر کی زیر نگرانی نہایت جانفشانی سے کام کر رہے ہیں اور اس کی Online Reporting لاہور کے ریڈیالوجسٹ سے کروائی جارہی ہے۔ اس رپورٹ کے شائع ہونے تک 500 کے لگ بھگ CT سکین ہو چکے ہوں گے۔

جھوٹ سے شدید نفرت

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

ہماری جماعت میں ایسے ہیں جو پوری طرح دیانت اور امانت سے کام نہیں لیتے، ابھی بہت لوگ ہماری جماعت میں ایسے ہیں جن کا دوسروں سے معاملہ اچھا نہیں۔ پس جب تک ہماری جماعت جھوٹ سے اتنی شدید نفرت نہیں کرتی کہ وہ موت کو قبول کرنا آسان سمجھے مگر جھوٹ بولنے کے لئے تیار نہ ہو، جب تک ہماری جماعت دیانت پر ایسی مضبوطی سے قائم نہیں ہو جاتی کہ وہ موت کو قبول کرنا آسان سمجھے مگر خیانت کے لئے تیار نہ ہو، جب تک ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی اور عصیان سے اتنی شدید نفرت نہ کرے کہ وہ موت کو آسانی سے قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے مگر الٰہی احکام کی نافرمانی نہ کرے اس وقت تک نہیں کہا جاسکتا کہ ہماری زندگیاں روحانی زندگیاں ہیں اور ہمارے لئے ابتلاؤں اور مشکلات کی ضرورت نہیں۔ دنیا میں کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اس لئے جھوٹ نہیں بولتے کہ وہ سمجھتے ہیں جس ماحول میں وہ رہتے ہیں اس میں جھوٹ بول کر عزت کی زندگی بسر نہیں کر سکتے مگر کیا ایک مثال بھی ایسی پیش کی جاسکتی ہے کہ ہماری جماعت میں سے کسی نے اس لئے جھوٹ بولنا چھوڑ دیا ہو کہ اس جماعت میں رہ کر جھوٹ بولنا اس کے لئے ناممکن ہے۔ یا کیا ایک مثال بھی ایسی پیش کی جاسکتی ہے کہ ہماری جماعت میں کسی نے اس لئے خیانت اور دھوکا بازی کو چھوڑ دیا ہو کہ اس جماعت میں رہ کر خیانت کرنا موت کو خریدنا ہے۔ پھر کیا ایک مثال بھی ایسی پیش کی جاسکتی ہے کہ ہماری جماعت میں سے کسی نے اس لئے عصیان وطغیان کو ترک کر دیا ہو کہ اس جماعت میں رہ کر خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی یا اس کے فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی موت ہے۔ اگر نہیں تو پھر جب تک ہماری جماعت کو یہ مقام حاصل نہیں ہوتا اور جب تک جماعت کے افراد اس حقیقت کو نہیں سمجھتے کہ جہاں کسی نے گناہ کیا اس نے گویا طاعون اور ہیضے کے کیڑے چھوڑ دیئے۔ اس وقت تک کون کہہ سکتا ہے کہ تربیت اور جماعت کی ترقی کے لئے مشکلات و مصائب کا آنا اور جماعت کا قربانیوں کے لئے تیار رہنا بہت بوجھ ہے۔ کیا ممکن ہے کہ گناہ کی بجائے اگر کوئی شخص ہیضہ یا طاعون کے کیڑے ایک شہر میں چھوڑ دے تو لوگ اسے نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھیں اور اس سے محبت اور پیار کریں۔ پھر کیوں لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ ہیضہ کے کیڑوں سے ایک شہر کو جتنا نقصان پہنچ سکتا ہے وہ اس نقصان کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا جو جھوٹ کے کیڑوں سے انسانوں کو پہنچتا ہے۔ (خطبات محمود جلد16 ص609)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دار النصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم خواجہ ایاز احمد صاحب

قرآن مجید کے تدریجی نزول کی حکمت

مستشرقین قرآن مجید کے خلاف یہ اعتراض بڑی شدّ ومدّ سے کرتے چلے آئے ہیں کہ قرآن کریم یکبار کیوں نازل نہیں ہوا۔ یہ اعتراض آج ایجاد نہیں ہوا بلکہ نزول قرآن کے آغاز میں ہی کفار کی طرف سے کیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اسے محفوظ فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی ایک ابتدائی مکی سورۃ میں فرماتا ہے۔

’’اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا وہ کہیں گے کہ اس پر قرآن یک دفعہ کیوں نہ اتارا گیا‘‘۔

(الفرقان آیت 33)

اللہ تعالیٰ اس اعتراض کا اسی جگہ جواب دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ

’’اسے اسی طرح ہی اتارا جانا تھا تاکہ ہم اس ذریعہ سے تیرے دل کو ثبات عطا کریں اور اس طرح ہم نے اسے بہت مستحکم اور اعلیٰ درجہ کی ترتیب والا بنایا ہے۔ نیز اس وجہ سے بھی اسے تدریجاً نازل کیا ہے کہ جب یہ کفار تیرے مقابل پر کوئی حجت پیش کریں تو ہم اس کے رد کے لئے تیرے پاس حق اور بہترین وضاحت لے آئیں‘‘۔

(سورۃ الفرقان آیت نمبر 33-34)

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کے حق میں فرماتا ہے:

ہم نے اس قرآن کو حق وحکمت کے ساتھ اتارا ہے اور یہ حق وحکمت کے ساتھ ہی اترا ہے اور تجھے ہم نے ایک عظیم بشیر اور نذیر بنایا ہے۔ نیز اس قرآن کو تدریجاً نازل کرنے کی حکمت یہ ہے کہ تا تو اسے لوگوں کے سامنے ٹھہر ٹھہر کر پیش کرے اور وہ اسے بخوبی سمجھ سکیں۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 106-107)

کفار تو کسی بھی آسمانی کتاب کے نزول کے قائل ہی نہ تھے۔ انہوں نے تو اپنی طرف سے ایک معقول اعتراض کیا تھا مگر زیادہ تر تعجب اس بات پر ہے کہ بعض معترضین باوجود اہل کتاب ہونے کے آج تک قرآن پر یہ اعتراض کرتے چلے آرہے ہیں کہ اس کا آہستہ آہستہ ایک کتاب کی شکل میں مدوّن ہونا اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ خدائی کلام نہیں بلکہ جیسے جیسے محمد ﷺ کو حالات پیش آتے جاتے تھے اس کے موافق کلام بناتے چلے جاتے تھے نیز معاند حق کا کام تو تحقیق کرنا نہیں بلکہ محض اعتراض کرنا ہی ہوتا ہے۔ اس لئے اگر قرآن جملة واحدة (یک دفعہ اکٹھا) نازل ہوجاتا تو انہی لوگوں نے یہ اعتراض کرنا تھا کہ دیکھا ہم صحیح کہتے ہیں کہ یہ خدائی کلام نہیں۔ بلکہ کسی بشر نے یہ کتاب مدّون کرکے اسے دے دی ہے۔ اگر الٰہی وحی پر مشتمل ہوتا تو ضرور آہستہ آہستہ مختلف مواقع پر نازل ہوتا۔ لہٰذا ان کے اس اعتراض کی کوئی حقیقت نہیں لیکن ابطال باطل اور تحقیق حق کے لئے اس کا مفصل جواب پیش کیا جاتا ہے۔

تمام الہامی کتب

امر واقعہ یہ ہے کہ قرآن کریم سمیت تمام الہامی کتب تدریجاً ہی مکمل ہوئی ہیں اور ہونا بھی ایسا ہی چاہئے تھا۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:

’’انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی مکتب میں تعلیم پانے والے ہوتے ہیں اور تلامیذ الرحمان کہلاتے ہیں۔ ان کی ترقی بھی تدریجی ہوتی ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ کے لئے قرآن شریف میں آیا ہے۔ کذٰلك لنثبت به ....‘‘

(الحکم 17 ؍اگست 1902ء صفحہ 10)

آسمانی کتب کے یک دفعہ ایک ہی رات میں مکمل نزول کا خیال خلاف عقل ہونے کی وجہ سے بھی قابل ردّ ہے۔ چنانچہ حضرت المصلح الموعود فرماتے ہیں:

’’کلام الٰہی تو نبی اور خدا کے تعلق کو روشن کرتا رہتا ہے۔ کیا ہم خیال کرسکتے ہیں کہ کسی نبی پر ایک رات میں سب کلام نازل کرکے خدا تعالیٰ خاموش ہوجائے گا...... کیا وہ اس محجوب اور محبوب سے دور زندگی کو راحت سے گزار سکتا ہے؟ رسول کریم ﷺ کا چند دن کے وحی کے وقفہ سے کیا حال ہوا تھا۔ اگر ایک دن کلام کرکے خدا تعالیٰ دوسرے نبیوں سے بقیہ ساری عمر خاموش رہتا تو میں سمجھتا ہوں دشمن تو ان کو مارنے میں ناکام رہتے لیکن یہ خدائی فعل ان کو مارنے میں ضرور کامیاب ہوجاتا۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 303-304)

قرآن کریم، تورات، زبور اور انجیل وغیرہ مذہبی کتب کا سرسری نظر سے ہی مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کتب اپنے اپنے نبی کے آغاز دور سے آخر تک حالات وواقعات اور مختلف مواقع پر اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت اور رہنمائی کے تذکرہ پر مشتمل ہیں۔ اسی طرح حضرت موسیٰ کی کتب بھی چالیس پچاس سال میں مدوّن ہوئی ہیں۔ یہ خیال غلط ہے کہ تورات آپؑ پر طور پر ایک رات میں یکدفعہ پوری نازل ہوئی تھی۔ طور پر بھی تو آپؑ چالیس راتیں رہے تھے اور اس عرصہ میں بھی تو صرف ’’دس احکام‘‘ دیئے گئے تھے۔ جبکہ تورات (پانچ کتب کا مجموعہ) اس سے کہیں وسیع اور زیادہ احکام پر مشتمل ہے۔ یہی حال انجیل اور زبور وغیرہ کا ہے اور یہود خود اس بات کے اقراری ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کو شریعت تدریجاً اور ایک کے بعد ایک حصہ کرکے دی گئی تھی۔ چنانچہ سیل اپنے ترجمۃ القرآن کے افتتاحیہ میں لکھتا ہے۔

The Jews also say the law was given to Moses by Parcels.

(The Koran (Preliminar) Discourse P:50 by George Sale)

پھر حضرت المصلح الموعود مزید فرماتے ہیں:

’’نبی اپنے الہام کے لئے بمنزلہ آئینہ کے ہے اور اس کا الہام اس کی زندگی کے لئے بطور ایک آئینہ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کو روشن کرتے ہیں اور اس دوہری روشنی ہی سے دنیا ہدایت پاتی ہے۔ اس لئے ہر نبی کا کلام اس کی زندگی کے مختلف حالات پر روشنی ڈالتا ہوا ایک لمبے عرصہ میں ختم ہوتا ہے۔ ایک طرف وہ خدا تعالیٰ کی صفات کے تازہ ظہور پر روشنی ڈالتا ہے۔ اور دوسری طرف اس کی حالت جو اس کے دشمنوں کی نسبت سے ہوتی ہے اس کے تغیرات پر روشنی ڈال کر خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ تیسری طرف وہ ان مختلف حالات میں نبی کے ایمان اور اس کے یقین کے مختلف اظہاروں کو پیش کرکے اس کی دیانتداری، اس کے ایثار اور اس کے روحانی کمالات کو پیش کرتا ہے۔ اگر شروع میں ہی ایک رات میں کلام نازل ہوجائے تو اس میں یہ باتیں کب جمع ہوسکتی ہیں اور اگر یہ باتیں کسی کلام میں جمع نہ ہوں تو وہ دنیا کی ہدایت اور رشد کا سامان پیدا ہی کب کرسکتا ہے پس ضروری ہے کہ سب نبیوں پر آہستہ آہستہ کلام نازل ہو۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 9 صفحہ 302-303)

حضرت اقدس مسیح موعود قرآن کریم کے تدریجی نزول کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’کافر کہتے ہیں کیوں قرآن ایک مرتبہ ہی نازل نہ ہوا۔ ایسا ہی چاہئے تھا تا وقتاً فوقتاً ہم تیرے دل کو تسلی دیتے رہیں اور تا وہ معارف اور علوم جو وقت سے وابستہ ہیں اپنے وقت پر ہی ظاہر ہوں کیونکہ قبل از وقت کسی بات کا سمجھنا مشکل ہوجاتا ہے سو اس مصلحت سے خدا نے قرآن شریف کو تئیس برس میں نازل کیا تا اس مدت تک موعود نشان بھی ظاہر ہوجائیں۔‘‘

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 357)

تدریجی نزول کی پیشگوئی

قرآن مجید کا نزول تدریجاً ہونے کی پیشگوئی تو خود عیسائیوں کی اپنی مسلمہ کتب میں پائی جاتی ہے جو اپنی جگہ صداقت قرآن کریم کا ایک بہت بڑا ثبوت ہے۔ چنانچہ حضرت یسعیاہؑ آنے والے عظیم نبی اور اس کے کلام کے متعلق پیشگوئی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’وہ کس کو دانش سکھائے گا؟ کس کو وعظ کر کے سمجھائے گا؟ کیا ان کو جن کا دودھ چھڑایا گیا۔ جو چھاتیوں سے جدا کئے گئے؟...... پس خداوند کا کلام ان کے لئے حکم پر حکم حکم پر حکم قانون پر قانون قانون پر قانون تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں ہوگا۔‘‘

(یسعیاہ باب نمبر 28 آیت نمبر 9 تا 13)

اس پیشگوئی میں بتایا گیا ہے کہ اس عظیم نبی کے ذریعہ خدا کا کلام ایسی قوم کے پاس آئے گا جو الہام کے دودھ سے محروم ہوگی اور اس پر نازل ہونے والا کلام تدریجاً نازل ہوگا۔ پہلے ایک حکم، ایک قانون نازل ہوگا۔ پھر دوسرا پھر اگلا پھر اگلا اور یہ تمام کلام کسی ایک جگہ نازل نہ ہوگا۔ بلکہ مختلف مقامات پر نازل ہوگا۔ اور ’’تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں‘‘ کے الفاظ میں نہایت صراحت سے قرآن مجید کے ایک حصہ مکہ میں اور ایک حصہ کے بعد ہجرت مدینہ میں نزول کی پیشگوئی ہے اور قرآن مجید کا نزول اور آنحضرت ﷺ کی بعثت بھی بعینہ اسی طرح ہوئی ہے۔ چنانچہ خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ سورۃ یٰسین: 7,6 سورۃ المائدہ: آیت 20 سورۃ بنی اسرائیل: 107 میں درج ذیل مفہوم بیان فرماتا ہے۔

ہمارا یہ رسول انبیاء کی بعثت میں ایک لمبے انقطاع کے بعد اس قوم کے پاس آیا ہے جن کے آباؤاجداد کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی نبی کے ذریعہ انذار نہیں کیا گیا تھا اور وہ الہام کے فیض سے محروم تھے اور قرآن مجید کا نزول بھی برسوں مختلف حالات اور مختلف مقالات میں جاری رہ کر مکمل ہوا۔

یسعیاہ نبی کی اس واضح پیشگوئی کے باوجود آج تک معاندین حق کا قرآن مجید کے تدریجی نزول پر اعتراض کرتے چلے جانا خود انہی کے مونہوں اور قلموں سے اس امر کا اعتراف ہے کہ آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم ہی حضرت یسعیاہؑ کی اس پیشگوئی کے مصداق ہیں۔

7 حکمتیں

دوسرا پہلو اس اعتراض کے جواب کا یہ ہے کہ قرآن مجید کے تدریجی نزول کی جو غرض اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے کہ تا اس طرح رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے متبعین کے قلوب کو ثبات عطا کیا جائے۔ یہ کس طور پر ہوا؟ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

1۔ اگر سارے کا سارا قرآن ایک ہی دفعہ نازل ہوجاتا تو ہر ضرورت پیش آنے کے موقعہ پر آنحضورؐ کو اس کلام سے استدلال کرنا پڑتا۔ جس سے ظاہر ہے کہ آپؐ کے دل کو ویسی تقویت اور ایمان حاصل نہ ہوسکتا تھا جیسے ہر پیش آمدہ ضرورت پر حسب موقعہ تازہ کلام الٰہی کے نزول سے ہوسکتا ہے۔

2۔ قرآن چونکہ ساری دنیا کے عمل کے لئے آیا تھا۔ اس لئے اسے محفوظ کرنا ضروری تھا جس کا ایک زبردست ذریعہ حفظ ہے اگر سارا قرآن یکدفعہ ہی اکٹھا ہوجاتا تو اسے صرف وہی شخص حفظ کرسکتا تھا جو اس مقصد کے لئے اپنی زندگی وقف

کر دیتا۔ عام اور اکثر اصحاب اس سے محروم رہ جاتے۔ لیکن تدریجاً نزول کے نتیجہ میں عام طور پر صحابہؓ اسے ساتھ کے ساتھ یاد کرتے چلے گئے۔ اس طرح آغاز نزول سے ہی سینکڑوں حفاظ قرآن تیار ہوگئے۔

3۔ یکدفعہ پورا نازل ہو جانے سے قرآن لوگوں کے قلوب میں پوری طرح راسخ نہ ہوسکتا تھا۔ اس کی تعلیم کو قلوب میں پوری طرح راسخ کرنے کے لئے ضروری تھا کہ اسے تدریجاً نازل کیا جاتا تا کہ جب لوگ ایک موقعہ پر عمل کرنا سیکھ جاتے تو پھر اگلا حکم نازل کیا جاتا۔ اس طرح سارے احکام پر عمل کرایا جاتا۔

4۔ ایک ہی وقت میں سارا قرآن نازل کرنے کی صورت میں اس کی ترتیب وہی رکھنی پڑتی جواب ہے۔ لیکن خوب ظاہر ہے کہ یہ ترتیب اس وقت رکھی جاتی اسی طرح خطرناک ہوتی۔ اس وقت اگر خدا کی ہستی، توحید اور نبوت کے اثبات سے قبل ہی احکام جاری کر دیئے جاتے تو نہ وہ لوگوں کو سمجھ آتے اور نہ لوگ ان پر عمل کرتے بلکہ ایک تنفر کی کیفیت پیدا ہو جاتی۔

5۔ پورا قرآن اکٹھا نازل ہونے کی صورت میں اس کے ایک حصہ میں دوسرے حصہ کی طرف اشارہ نہ ہوسکتا تھا۔ نہ ایک وقت میں کی گئی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کو مومنین کے ازدیاد ایمان اور ثبات قدم کے لئے پیش کیا جاسکتا۔

6۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ اگر سارا قرآن ایک ہی وقت میں اکٹھا نازل ہو جاتا تو کوئی شبہ کرنے والا شبہ کرسکتا تھا اور کوئی اعتراض کرنے والا اعتراض کرسکتا تھا کہ کسی شخص نے یہ کتاب بنا کر اس مدعی کو دے دی ہے۔ لیکن اب تو (جیسا کہ حضرت یسعیاہ کی پیشگوئی میں بھی مذکور ہے) قرآن کا کچھ حصہ مکہ میں نازل ہوا اور کچھ مدینہ میں۔ کچھ سفر میں نازل ہوا اور کچھ حضر میں۔ کچھ دن کو نازل ہوا اور کچھ رات کو۔ کچھ تنہائی میں یا گھر میں نازل ہوا تو اصحاب کی مجلس میں۔ تو کوئی معقول اور انصاف پسند نہیں کہہ سکتا کہ ہر موقعہ پر کوئی شخص نئی آیات بنا کر آپ کو دے جاتا تھا۔

7۔ اللہ تعالیٰ اس اعتراض کے جواب میں مزید فرماتا ہے کہ رَتَّلْنٰہُ تَرْتِیْلًا کہ ہم نے اس کی ترتیب نہایت اعلیٰ رکھی ہے۔ یعنی اس کے نزول کی ترتیب وہ رکھی جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ کے لوگوں کے لئے ضروری اور مناسب حال ہونے کی وجہ سے فائدہ مند تھی اور دائمی ترتیب وہ رکھی جو آئندہ تا قیامت آنے والے بنی نوع انسان کے لئے ضروری اور فائدہ مند تھی۔ اگر قرآن نعوذ باللہ کسی بشر کی تصنیف ہوتا تو وہ اسے اپنی پیش آمدہ ضروریات کے موافق بناتا چلا جاتا اور اس کی ایک ہی ترتیب رکھتا۔ پس قرآن مجید کی ترتیب نزول اور دائمی ترتیب جمع کا الگ الگ ہونا بھی اس کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔

(خلاصہ مضمون تفسیر کبیر جلد نہم صفحہ 488-491)

مکرم زکریا ورک صاحب

فخر ملت اور پاکستان کے بابائے سائنس

ڈاکٹر عبدالسلام اور ہگز پارٹیکل کی دریافت

4 جولائی 2012ء کو سرن (Cern) جنیوا میں لارج ہیڈران کولائیڈر پر کام کرنے والے سائنسدانوں نے یہ تہلکہ خیز خبر سنائی کہ انہوں نے ایک سب اٹامک پارٹیکل جس کا نام ہگز پارٹیکل ہے آخر کار تجرباتی طور پر دریافت کرلیا ہے۔ اس دریافت میں ہزاروں بین الاقوامی سائنسدانوں اور انجینئرز نے حصہ لیا جو گزشتہ کئی سالوں سے لارج ہیڈران کولائیڈر کی تعمیر میں مصروف رہے تھے۔ سرن میں نیا پارٹیکل پروٹانز کے کولیژن سے پروڈیوس ہوا ہے جو ایک سیکنڈ میں 100 ملین ٹائمز کولائیڈ کرتے ہیں۔ اس کے لئے دو تجربے کئے گئے تھے۔

اس پارٹیکل کے موجود ہونے کا دعویٰ برطانوی سائنسدان پروفیسر پیٹر ہگز Higgs نے 1964ء میں کیا تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں ہر چیز ایٹمز سے بنی ہوئی ہے اور ایٹمز کے اندر الیکٹرانز، پروٹانز، نیوٹرانز ہوتے ہیں۔ یہ پارٹیکلز کوارکس اور دیگر سب اٹامک پارٹیکلز سے بنے ہوتے ہیں۔ سائنسدان اس معمہ کو حل کرنے میں صدیوں سے مصروف کار ہیں کہ کائنات کے یہ چھوٹے سے چھوٹے بلڈنگ بلاکس حجم کیسے حاصل کرتے ہیں۔ یا ہم یوں کہہ سکتے کہ ہگز پارٹیکل کے ذریعہ وضاحت کی جاتی ہے کہ فطرت کی بنیادی قوتیں جو کائنات کی بنیادی بلڈنگ بلاکس ہیں وہ حجم Mass کیسے حاصل کرتی ہیں۔

یاد رہے کہ پاکستان کے واحد نوبیل انعام یافتہ سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام 1957ء میں جب کیمبرج سے امپیریل کالج لندن میں پروفیسر بن کر آئے تھے تو پیٹر ہگز Peter Higgs ان کی نگرانی میں کام کرنیوالے دوسرے پوسٹ ڈاکٹرل فیلو تھے۔

ہگز پارٹیکل، سٹینڈرڈ ماڈل آف تھیوریٹیکل فزکس میں آخری غائب شدہ بنیادی پتھر تھا۔ سٹینڈرڈ ماڈل فزکس کی تھیوری یہ تشریح دیتی ہے کہ کائنات میں معلوم شدہ پارٹیکلز آپس میں ایک دوسرے سے کس طرح انٹرایکٹ کرتے ہیں۔ پروفیسر ہگز نے دریافت کی خبر کے سننے پر کہا انسان کبھی کبھی ٹھیک ثابت ہو تو اچھا محسوس ہوتا ہے۔ شروع میں مجھے امید نہیں تھی کہ میری زندگی میں ایسا ہو سکے گا۔ مگر بڑے بڑے کولائیڈر (سرن، شکاگو میں فرمی لیب) تعمیر ہونے کے بعد سب کچھ بدل گیا۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ آیا ان کو اپنی تھیوری کے بارہ میں شک تھا تو انہوں نے کہا کہ کبھی بھی نہیں۔ سٹیفن ہاکنگ نے یہ خبر سن کر کہا کہ پیٹر ہگز کو نوبیل پرائز ملنا چاہئے۔

پروفیسر ہگز نے اپنے سائنسی مقالہ میں آج سے 38 سال قبل تجویز کیا تھا بنیادی ذرات حجم کیسے حاصل کرتے ہیں خاص طور پر ڈبلیو اور زیڈ ذرات w&zparticles۔ انہوں نے کہا کہ چند پارٹیکلز جیسے الیکٹران اور کوارکس (جن سے پروٹان بنتا ہے) ان کا حجم ہوتا جبکہ دوسرے پارٹیکلز جیسے فوٹان ان کا حجم نہیں ہوتا ہے۔ ہگز کا آئیڈیا یہ تھا کہ ہماری کائنات میں ایک نہ نظر آنے والی فیلڈ ہے، اگر ایک پارٹیکل اس فیلڈ میں کسی انٹرایکشن کے بغیر حرکت کرسکتا ہے، تو پھر ایسے پارٹیکل کا کوئی حجم بھی نہیں ہوگا۔ اگر کوئی پارٹیکل ہگز فیلڈ سے کافی حد تک انٹرایکٹ کرتا ہے تو پھر اس کا حجم زیادہ ہوگا۔ گویا ہگز بوزان دوسرے پارٹیکلز کو حجم مہیا کرتا ہے۔

یورپین آرگنائزیشن فار نیوکلیئر ریسرچ، سرن (CERN) جنیوا میں یہ دریافت دس بلین ڈالر والے لارج ہیڈران کولائیڈر LHC سے ہوئی ہے اس میں ہر سیکنڈ میں نصف بلین کے قریب پروٹانز روشنی کی رفتار پر سفر کرتے ہوئے آپس میں ٹکراتے ہیں۔ سوئٹزرلینڈ میں واقع اس تجربہ گاہ میں 9,000 طبیعات دانوں نے حصہ لیا تھا۔ یہ تجربہ گاہ زمین کے اندر ایک سو میٹر گہرائی پر واقع ہے۔ اس تجربہ گاہ کو بنانے میں بیس سال کا عرصہ لگا تھا۔ اس کی تعمیر پر 10 بلین ڈالر لاگت آئی ہے۔ وہ سرکولر ٹنل Tunnel جس کے اندر پروٹان سفر کرتے ہیں وہ سترہ میل (27 کلومیٹر) لمبا ہے۔ ہر پروٹان 27 کیلومیٹر چھلے میں ہر سیکنڈ میں 11,000 مرتبہ گھومتا ہے۔ ہیڈران کی شعاعیں جو برعکس سمتوں میں جاتی ہیں وہ روشنی کی رفتار 186,000 میل فی سیکنڈ سفر کر کے آپس میں ٹکراتی ہیں۔ لارج ہیڈران کولائیڈر کی بلڈنگ سات منزلہ عمارت جتنی اونچی ہے۔ تجربات کے لئے جو کیمرے استعمال کئے جاتے وہ 60 Mega Pixel کے ہیں۔

ہگز پارٹیکل کو God Particle کا نام نوبیل لارئیٹ لی آن لیڈرمین Lederman نے اپنی 1993ء کی کتاب The God Particle - if the universe is the answer, what is the question? میں دیا تھا۔

سٹینڈرڈ ماڈل کے مطابق ہگز پارٹیکل ایک بوسان ہے یعنی ایسا پارٹیکل جو ایک جگہ پر ایک سے زیادہ مشابہ پارٹیکلز کو ایک ہی کوانٹم سٹیٹ میں زندہ رہنے دیتا ہے۔ بگ بینگ سے قبل پارٹیکلز کا حجم نہیں تھا۔ کائنات میں صرف ایک بڑی قوت تھی جس کے ساتھ یہ پارٹیکلز انٹرایکٹ کرتے تھے۔ کائنات جب رفتہ رفتہ ٹھنڈی ہونا شروع ہوگئی تو ہگز فیلڈ کے ساتھ انٹرایکٹ کرتے ہوئے پارٹیکلز میں حجم آنا شروع ہوگیا۔

امریکن طبیعات دان شلیڈن گلاشو Glashow نے 1960ء میں دریافت کیا تھا کہ ویک نیوکلیئر فورس اور الیکٹرومیگنیٹک فورس درحقیقت ایک ہی قوت کے مظاہر ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام اور سٹیون وائن برگ پہلے سائنسدان تھے جنہوں نے 1967-68ء میں ہگز میکنزم کو الیکٹرو ویک سمٹری بریکنگ پر اپلائی کیا تھا۔ یعنی انہوں نے ایسے سب اٹامک پارٹیکل کے موجود ہونے کی پیش گوئی کی تھی جس کو اب ہگز پارٹیکل کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ہگز پارٹیکل کے تمام خواص ماسوا حجم کے اپنی تھیوری میں بیان کئے تھے۔ یہ کام انہوں نے الگ الگ رہ کر کیا تھا۔ الیکٹرو ویک تھیوری (الیکٹرومیگنا ٹزم اور ویک نیوکلیئر ایک ہی فورس ہیں) کی وجہ سے ان تینوں کو 1979ء میں فزکس کے نوبیل انعام سے نوازا گیا تھا۔ ڈاکٹر سلام نے واضح کیا تھا کہ ہگز میکنزم کو گلاشو کی الیکٹرو ویک تھیوری میں ضم کیا جاسکتا ہے۔ یہ دراصل فزکس کا سٹینڈرڈ ماڈل تھا۔ سرن میں ہونے والے اب نئے تجربہ سے ہگز پارٹیکل کا حجم Mass بھی طے کیا جاچکا ہے۔

پروفیسر وائن برگ نے دریافت کے بعد اپنے مضمون میں جو نیویارک ٹائمز میں جو 14 جولائی کو شائع ہوا ہے لکھا کہ میں ہگز بوسان کی دریافت کا 1967ء سے منتظر ہوں اور اب میرے لئے شک کرنا مشکل ہے کہ یہ دریافت ہوگیا ہے۔

الیکٹرو ویک سمٹری تھیوری اور ہگز بوسان کے مابین انٹرایکشن کا مشاہدہ کرتے ہوئے ڈاکٹر سلام نے اس کا ریاضیاتی ثبوت فراہم کیا تھا۔ 1966ء میں سلام نے ایک مفروضاتی پارٹیکل کیلئے نظریاتی ثبوت مہیا کیا جس کی وجہ سے انہوں نے میگنیٹک فوٹان کو فارمولیٹ کیا تھا۔ 1972ء میں پروفیسر سلام نے انڈین امریکن نظریاتی طبیعات دان جو گیش پتی کے تعاون سے ایک ماڈل پر کام شروع کیا جس کو فزکس میں Pati-Salam model کہا جاتا ہے جو کہ درحقیقت گرینڈ یونیفیکیشن تھیوری GUT ہے یعنی فطرت کی چار اساسی قوتوں (گریویٹی، الیکٹرومیگنیٹک فورس، ویک نیوکلیئر فورس، سٹرانگ نیوکلیئر فورس) کو یکجا کرنے کی کوشش۔ سلام اور پتی نے باہمی تعاون سے کوارکس

اور لیپٹانز پر بنیادی تحقیقی کام کیا تھا۔ اگرچہ میگنیٹک فورس اور ویک نیوکلیئر فورس ایک قوت ہیں اس کا تجرباتی ثبوت 1983ء میں سرن ملا تھا۔ اس کی تھیوری یعنی الیکٹرو ویک تھیوری سلام اور وائن برگ نے وضع کی تھی۔

نئی دریافت کا فائدہ

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہگز پارٹیکل کی دریافت پر جو اتنی رقم صرف ہوئی اور ہزاروں سائنسدانوں نے سالہا سال تک اس پر تحقیقی کام میں اپنا قیمتی وقت صرف کیا، کیا یہ سب کچھ ہمارے لئے مفید ثابت ہوگا؟ سائنسی دریافتوں کے ہونے کے بعد ان کے عملی اطلاق میں بعض دفعہ وقت لگتا ہے جیسے میکس ویل نے ثابت کیا کہ بجلی اور مقناطیس ایک قوت ہیں لیکن موٹروں پر اس کے اطلاق میں وقت لگا۔ پھر لیزر کی دریافت 1960ء کے شروع میں ہو چکی تھی مگر CD's, DVD's بنانے میں وقت لگا۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ ورلڈ وائڈ ویب WWW جو اب ہماری زندگیوں کا حصہ بن چکا ہے یہ سرن جنیوا میں دریافت ہوا تھا تا سائنسدان آپس میں خط وکتابت کر سکیں۔ اب نوجوان کھانے اور نیند کے بغیر تو رہ سکتے مگر ورلڈ وائڈ ویب کے بغیر سانس لینا ان کے لئے مشکل ہو چکا ہے۔ ایٹمز سمیشرز جو ڈیٹا پیدا کرتے ہیں اس کے لئے ریئل ٹائم میں زبردست کمپیوٹنگ پاور کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لئے کلاؤڈ کمپیوٹنگ cloud computing معرض وجود میں آئی ہے۔ اس کے علاوہ سرن میں تحقیق کرنے والے ذراتی طبیعات دانوں کے ذریعہ سولر انرجی کا حصول، میڈیکل امیجنگ imaging، اور پروٹان تھراپی شروع ہوئی ہے تا کینسر کا خاتمہ کیا جا سکے۔ سائنسدان اب ہگز پارٹیکل پر مزید تحقیق کریں گے کہ یہ کام کس طرح کرتا ہے؟ اور ممکن ہے اس تحقیق کے دوران مزید پارٹیکلز یا فطرت کی کوئی اب تک غیر معلوم شدہ قوت دریافت ہو جائے۔

دریافت کی اہمیت

اس دریافت کی بنیادی اہمیت اس بات میں ہے کہ یہ خلاء vaccum کی کیا وضاحت کرتی ہے؟ خلاء وہ جگہ ہے جہاں کسی قسم کا مادہ Mass نہ ہو، لیکن طبیعات دانوں کے نزدیک ویکیوم وہ فزیکل حالت ہے جہاں سب سے کم انرجی ہو۔ چونکہ matter کے ساتھ انرجی ہوتی ہے اس لئے اگر مادہ کو وہاں سے ہٹا دیا جائے تو باقی سب سے کم انرجی رہ جائیگی۔

پیٹر ہگز نے آج سے چالیس سال قبل محسوس کیا کہ وہ حالت جس میں سب سے زیادہ کم انرجی ہو اس کے لئے خالی ہونا ضروری نہیں، اس میں ایسی چیز کا ہونا ممکن ہے جس کو ہگز فیلڈ کہا جاتا۔ فیلڈ وہ چیز ہے جس کے ذریعہ ایک فورس میڈیئٹ Mediate کی جا سکتی ہے جیسے زمین کی طرف گرتے ہوئے گیند پر گریویٹیشنل فیلڈ کا اثر ہوتا ہے۔

سٹینڈرڈ ماڈل آف فزکس میں ہگز بوسان فائنل پیس تھا۔ یہ نظریاتی ماڈل تمام اساسی ذروں اور قوتوں کو بیان کرتا ہے جو ہماری کائنات کو کنٹرول کرتے ہیں۔ سٹینڈرڈ ماڈل کی تکمیل و تصدیق میں جس چیز کی کمی رہ گئی تھی یہ دریافت اس کو پورا کر دیتی ہے۔ اس دریافت سے نہ فی الحال کسی بیماری کا علاج ملے گا نہ ہی ٹیکنالوجی میں کوئی اضافہ ہوگا۔ ہاں اس سے ہمیں فطرت کے قوانین سمجھنے میں مدد ملے گی جو تمام مادہ پر حاوی ہیں۔ اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کائنات کے آغاز کے وقت کیا ہو رہا تھا، جو کسی گزشتہ تہذیب کو معلوم نہ تھا مگر ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ یہ ہماری تہذیب کا معرکۃ الآراء کارنامہ ہے۔

ہگز پارٹیکل کی دریافت معنی خیز ہے۔ اگر یہ پارٹیکل دریافت نہ ہوتا تو اس کا مطلب یہ تھا کہ سٹینڈرڈ ماڈل بے سود تھا اور وہ تمام طبیعات دان جنہوں نے گزشتہ نصف صدی میں اس پر کام کیا تھا ان کے تحقیقی کام پر پانی پھر جاتا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ سائنسدانوں کی اکثریت دہریہ اور متشکک ہوتی ہے مگر ڈاکٹر سلام ایسے مؤحد سائنسدان تھے جو خدا اور دین حق پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک سائنس یونیورسل ہے۔ سائنس خدا کے قوانین کا مطالعہ ہے اور سائنس یا فطرت کے قوانین خدا کے قوانین ہیں۔ آپ کہتے تھے کہ سائنس اور سائنسی دریافتیں انسانیت کی مشترکہ وراثت ہے۔ آپ کا ایک زریں مقولہ یہ ہے:

Science is the shared heritage of mankind.

ہگز بوسان کی دریافت سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ پاکستان کے جلیل القدر سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام (1926ء تا 1996ء) بیسویں صدی کے دیو قامت سائنسدانوں آئن سٹائن، نیلز بوہر، میکس پلانک، فرڈ ہوئیل، ہانس بیتھ، انریکو فرمی، وولف گانگ پالی، رچرڈ فین مین، پال ڈائراک، سٹیفن ہاکنگ میں سے ایک تھے۔ آپ نے اور بھی سائنسی دریافتوں کی پیشگوئیاں کی تھیں جو وقت آنے پر نئی دیو قامت مشینیں ایجاد ہونے پر ضرور بہ ضرور پوری ہوں گی۔

آپ اس دور کے نیوٹن تھے، جس طرح رازی، ابن سینا، ابن ہیثم، طوسی جیسے عبقری سائنسدان ایک ہزار سال قبل پیدا ہوئے اب وقت آ گیا ہے کہ ہماری نئی نسل میں ایسے دیو قامت سائنسدان جنم لیں گے۔ جس قندیل کو ڈاکٹر سلام نے روشن کیا تھا آنے والی نسلیں اس کی ضو میں سائنس میں معرکہ خیز دریافت کریں گی۔

مکرم طارق حیات صاحب

براعظم آسٹریلیا کے قدیم مذاہب

ان کے عقائد، تعلیمات اور رسوم و رواج کا مختصر تذکرہ

(قسط دوم آخر)

الہام

سارے آسٹریلیا میں عام تصور ہے کہ انسان دراصل تب ''پیدا'' ہوا تھا جب اس نے موجودہ جسمانی ساخت اپنائی نیز مذہبی، معاشرتی اور ثقافتی اصول الہاماً اس کو عطا ہوئے، وہ اصول جنہوں نے قبائل کا سب سے قیمتی ورثہ ترتیب دیا۔

محققین نے لکھا ہے کہ جب ایک مبتدی عبادت کا آغاز کرتا ہے تو وہ دور دراز سے آنے والی گرجدار دھاڑ کے مشابہہ آواز سنتا ہے وہ ''اعلیٰ ہستی'' کے وجود کی کہانی پر اطلاع پاتا ہے، نیز اس اعلیٰ ہستی کے کارناموں، اس کے غضب اور زمین سے غیوبت کی خبریں پاتا ہے۔ مگر ساتھ ہی اسے یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ اس اعلیٰ ہستی Mungan-ngaua کی غیوبت زمین پر ایک غیر معمولی زمانہ لائی۔ قصہ مختصر، ہر مبتدی اپنی عبادت کے آغاز کے ساتھ زمین پر آنے والے ڈرامائی یا بالالفاظ دیگر عجیب وغریب مراحل اور زمانوں کے متعلق جانتا ہے۔

الہام کے متعلق ایک زبانی روایت محقق Howitt نے اپنی کتاب (The Native Tribes of South East Australia) کے صفحہ 493 پر درج کی ہے کہ

''میں ایک دفعہ Theddora قبیلہ سے تعلق رکھنے والی ایک نہایت معمر خاتون سے ملا اور Daramulun کے بارہ میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں بس اتنا جانتی ہوں کہ Daramulun ایک گرجدار آواز کے ساتھ نیچے آتا ہے تا ''لڑکوں'' کو ''آدمی'' بنائے۔ اور ہم اس کو Papang کہتے ہیں۔'' مصنف کے مطابق Papang کا مطلب ہے باپ اور گرجدار آواز سے مراد Bull Roarers کی آواز ہے۔ واللہ اعلم۔

بارش کے لئے دعا

محقق Lang اپنی کتاب (God Primitive and Savage) کے صفحہ 245a پر بتاتا ہے کہ قبیلہ Arunda اور Dieiri کے لوگ اپنے ہیروز alcheringa اور mura-mura کے بارے میں مانتے ہیں کہ وہ آسمانوں میں آباد ہیں اور لوگ ان سے بارش کے لئے دعائیں مانگتے ہیں۔ اور مصنف کے نزدیک ان اقوام میں ایک ''مذہب'' پر کاربند ہونے کی ہی نشانی ہے کیونکہ اس عادت میں ایک ''بالا طاقت'' سے دعائیں مانگنا صاف نظر آتا ہے۔

DreamTime

انسان کی وجودیت، اور دنیا کی تشکیل ایک خاص ''زمانہ خواب'' میں ہوئی۔ یعنی وہ Dream Time جس کو Aranda کی اصطلاح میں Alcheringa یا Alchera کا وقت کہا جاتا ہے۔ مگر یہ ''زمانہ خواب'' اب ختم ہو چکا ہے مگر یہ Mythical Past اب تک جاری ہے اور ہر عبادت کے دوران اس توہماتی ماضی کو دہرایا جاتا ہے۔ اور یہ ڈرامائی تشکیل اور ماضی کے واقعات کی منظر کشی ہی عبادت ہے۔ کیونکہ قدیم توہماتی وجودوں کے تمام کام اور کارنامے مقدس ہیں نیز ان ارواح کا روحانی پہلو آج بھی اس مادی دنیا میں ہر جگہ موجود ہے۔

مبتدی کی رسومات

ہر قبیلہ میں بچے کو جس کی عمر چھ سے آٹھ سال کے درمیان ہو، ایک خاص تقریب منعقد کر کے عبادت کا آغاز یا تعارف کروایا جاتا ہے۔

قارئین! مختلف قبیلوں میں عبادت کے لئے لانے جانے والے اس مبتدی کی عمر مختلف ہو سکتی ہے کیونکہ یہ عمر سارے آسٹریلیا میں مختلف ہے، لیکن صحاح ستہ میں سے ابوداؤد کی کتاب کے باب متیٰ یؤمر الغلام بالصلوٰۃ کی اس روایت کو مدنظر رکھا جائے تو ادیان فطرت کو سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔

''حضرت عمرو بن شعیب بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا کہو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو ذرا سختی سے توجہ دلاؤ۔ اور ان کو الگ بستروں میں سلاؤ۔''

آسٹریلیا کے قدیم لوگ اپنے بچوں کو عبادات و رسومات سے متعارف کروانے کے لئے باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں، زائرین کو مدعو کیا جاتا ہے۔ بچے کو ابتدائی معلومات مہیا کی جاتی ہیں، DreamTime کے بارہ میں کچھ بتایا جاتا ہے

کہ فلاں زمانہ ماضی میں کیا کیا کام ہوئے وغیرہ وغیرہ، مذہبی زندگی شروع کرنے کو تصویری شکل دی جاتی ہے، یعنی والد یا مرد بچے کو عبادت کے لئے لے کر جاتے ہیں اور ماں یا خواتین باقاعدہ واویلا کرتی ہیں کہ ہمارا بچہ ہم سے جدا ہو رہا ہے۔ اس اداکاری کے توسط سے یہ دکھایا جاتا ہے کہ مذہبی زندگی کا آغاز ایک موت سے مشابہ ہے یعنی جسمانی تعلقات پر ایک موت کا وارد ہونا جس کے بعد اصل زندگی شروع ہوتی ہے۔ یاد رہے کہ یہ قدیم اقوام جسمانی موت کے تو قائل ہیں مگر روحانی زندگی کو مستقل مانتے ہیں شاید اسی کو مخمصہ قرار دے کر مغربی محققین نے اسے ''تناسخ'' سے حل کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ چونکہ یہ مبتدی بچہ اب عملی زندگی کی طرف سفر کرنے والا ہے اس لئے یہاں یہ بیان خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ انسائیکلوپیڈیا کے مطابق ان قدیم اقوام میں منگنی اور شادی کو سماجی اور ذاتی زندگی میں اہم مقام حاصل ہے مگر مذہبی زندگی میں ان امور کی اہمیت اور کردار کافی محدود ہے۔ نیز شادی بیاہ کے معاملہ میں مذہبی طور پر حدود و قیود موجود نہ ہیں۔

اب ہم پھر اپنے پہلے بیان کی طرف لوٹتے ہیں کہ بچہ اپنی مذہبی زندگی کے آغاز پر ختنہ کی رسم سے بھی گزرتا ہے۔ دین فطرت پر کاربند آسٹریلیا کی ان قدیم اقوام میں ختنہ کو خاص اہمیت حاصل ہے اور اس پر خاص طور پر زور دیا جاتا ہے۔ اس فریضہ کی رسومات کی تفاصیل اور وجوہات، ایک الگ مضمون کی متقاضی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

''......آسٹریلیا کے پرانے قبائل بھی ختنہ کراتے تھے............(دیکھو ٹرائبیز آف سنٹرل آسٹریلیا مصنفہ سپنسر اینڈ گلن ص 323)''

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ:438)

نوجوان لڑکی کی ابتدائی رسومات

لڑکوں کی طرح جب ایک لڑکی نوجوانی میں قدم رکھتی ہے اور پہلی دفعہ ''ایام خاص'' سے گزرتی ہے تو اس کی الگ رسومات ہیں۔ خاندان اور قبیلہ کی بزرگ خواتین اس نوجوان بچی کو Mian Camp سے باہر لے کر جاتی ہیں اس بچی کو پہلے غسل کے ساتھ ہی اگلی عملی زندگی کے رموز و اوقاف سمجھائے جاتے ہیں۔ اس کو نئی ذمہ داریوں اور کاموں کے لئے ذہنی طور پر تیار کیا جاتا ہے کہ اب وہ ایک بچی نہیں رہی بلکہ ایک عورت ہے۔

عورت اور مرد کا فرق

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ بچوں کو عبادات سے روشناس کروانے کے معاملہ میں لڑکی کی بلوغت کی عمر کا انتظار کیا جاتا ہے یعنی پہلے حیض کا۔ لیکن خواتین کی عبادات و رسومات مردوں کی عبادات و رسومات کے مقابلہ میں کچھ زیادہ شاندار اور زندگی اور گرمجوشی جیسے جذبات سے بھرپور نہیں ہوتی ہیں۔ نہ ہی ان خواتین کی رسومات کے لئے زائرین کو مدعو کیا جاتا ہے یعنی نہ اپنی قوم سے اور نہ ہی ہمسایہ دوست قبیلہ سے کوئی آتا ہے۔ عام طور پر محققین اس کی وجوہات نامعلوم قرار دیتے ہیں۔

لیکن معلوم یوں پڑتا ہے کہ خواتین کے ساتھ اس اختصاص کی وجوہات زیادہ گہری نہ ہیں بلکہ کسی بھی معاشرہ میں خواتین کی خاص ذمہ داریاں ہی اس کا اصل سبب ہے۔ مثلاً اگلی نسل کے بچوں کی نگہداشت کرنا وغیرہ۔ علاوہ ازیں قدیم آسٹریلوی معاشرہ میں خواتین ہی Bread-Winner ہوا کرتی تھیں اپنے لئے، اپنے بچوں کیلئے اور مردوں کے لئے بھی۔ مرد حضرات کے ذمہ شکار (گوشت کی فراہمی) ہے خواہ وہ جنگل میں شکار کریں یا بڑے سمندری جانوروں کا اپنی خاص الخاص مہارت سے شکار کریں۔ لیکن اس شکار کی فراہمی معین اور لگی بندھی بھی نہیں ہے۔

آسمان سے تعلق

آسٹریلیا کی قدیم اقوام میں عبادت گزاروں کے آسمان سے تعلق پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ اور یقیناً یہ امر بھی ان قدیم اقوام کے فطرت انسانی پر کاربند ہونے کا ثبوت ہے، کیونکہ تقریباً ہر آسمانی مذہب میں آسمان سے خاص تعلق پر زور دیا جاتا ہے نیز خالق و مالک کے آسمانوں میں موجودگی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اور یہ سکھایا جاتا ہے کہ اگر تم نیک کام کرو گے اور برے کاموں سے دور رہو گے تو تم آسمان میں داخل ہو سکتے ہو یعنی آسمان کی بادشاہت میں داخلہ ایک عام معاملہ ہے۔

متفرقات

ان قدیم اقوام کا بغور مطالعہ بتاتا ہے کہ کسی ''گروہ یا قبیلہ'' کے تشکیل میں رشتہ داری، زبان اور کسی خاص علاقہ سے تعلق رکھنا، وغیرہ اہم ہوتے تھے یعنی مذہبی وحدت کے باوجود اختلاف کا سبب بننے والے کئی عناصر تھے جیسے متفرق زبانیں۔ معاشرتی رہن سہن۔ زمینی خدوخال اور موسمی حالات وغیرہ وغیرہ

ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مذاہب یا مذہب کے ایک گروہ کی تشکیل میں قریب قریب وہی اصول اور عوامل کارفرما ہوتے تھے جو ایک خاندان یا قبیلہ میں بروئے کار لائے جاتے تھے یعنی فلاں میرا رشتہ دار ہے اور فلاں کے ذمہ فلاں مذہبی رسومات کی بجا آوری کی ذمہ داری ہے۔ لیکن مقامیت کے باوجود کچھ فرقے اپنی رسومات اور عقائد کی وسعت کی وجہ سے کئی علاقوں تک پھیلے ہوئے تھے یعنی ایک ہی رسم کی بجا آوری کرنے والے اور ایک جیسی اساطیر کے ماننے والے کئی آبادیوں میں تقسیم بھی تھے اور متحد بھی تھے اور اس کی دوسری بڑی وجہ ''زمانہ خواب'' کی اساطیری ہستیوں کی کئی علاقوں میں موجودگی اور وہاں کئے ہوئے کام بھی متفرق قبیلوں کو متحد کرنے کا سبب تھے۔

آسٹریلیا کے قدیم مذاہب کے مطالعہ کے طالب علم کی اصل پریشانی اور فکر علاقائی عبادات کے باہمی روابط اور متشابہات ہیں۔ اور بعض دفعہ فرق کرنا مشکل ہوجاتا ہے کہ ان عبادات سے اصل غرض کیا ہے اور ان کا باہمی فرق کیا ہے؟

علوم و راز

مبتدی کو محدود علم تک رسائی دی جاتی ہے۔ آخر پر اصل راز منتقل کئے جاتے ہیں۔ مبتدی کی عبادات اور بزرگان قوم کی عبادات کا آپس میں تعلق اسی طرح ہے جیسے ایک سکھا رہا ہے اور دوسرا سیکھ رہا ہے۔ یعنی قبیلہ کے بڑے مرد جب ایک بچے کو DreamTime کی باتیں بتاتے ہیں، بالا ہستیوں کے کارناموں پر اطلاع دیتے ہیں تو دراصل وہ خود بھی عبادت کر رہے ہوتے ہیں اس طرح پر عبادت بھی کرتے ہیں اور تعلیم بھی دیتے ہیں یوں آسٹریلیا کے قدیم اقوام کی مذہبی زندگی ایک جاری نظام اور سلسلہ ہے۔ پھر مبتدی کی عبادت کے موقع پر تعلیم دینے والے بزرگان کے علاوہ کچھ ناظرین بھی ہوتے ہیں وہ بھی دراصل عبادت میں حصہ دار ہوتے ہیں اور دین فطرت کے نبی کریم ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشاد کی روشنی میں معاملہ اور واضح ہو جاتا ہے۔

''............ یہ وہ لوگ ہیں جن کے ہم مجلس لوگ بھی برکت سے محروم نہیں رہتے۔

(مسلم کتاب الذکر باب فضل مجالس الذکر)

موت

انسانی زندگی کے مختلف المیوں میں سے آخری المیہ یا آخری مرحلہ ''جسمانی موت'' ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی ابتدائی عبادات کی رسومات اور وفات کی رسومات ایک جیسی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ مذہبی زندگی شروع کر کے یعنی بیعت کر کے ایک شخص علامتی موت کے بعد ایک نئی زندگی پاتا ہے۔ اور ابری جنیز کا تصور ہے کہ جسمانی موت کے بعد بھی دوبارہ زندگی ملتی ہے۔ جسمانی طور پر مرنے کے بعد کی رسومات دراصل مردہ کی روحانی بقاء اور ممکنہ پیدائش کے لحاظ سے ڈیزائن کی جاتی ہیں۔ بیعت اور وفات دونوں صورتوں کے بارہ میں لوگوں کا تصور ہے کہ ''مافوق الفطرت ہستی'' کی عطاء کردہ زندگی کی طاقت ہی ایک زندگی سے اگلی زندگی کی طرف منتقلی کو ممکن بناتی ہے۔ یاد رہے کہ سارے براعظم آسٹریلیا میں وفات کی رسومات قدرے مختلف ہیں۔ کچھ تو متاخر قسم کی ہیں یعنی مردہ کی وفات کے بعد ایک وقت تک کچھ بھی نہیں کیا جاتا ہے لیکن تمام آسٹریلیا میں سب متفق ہیں کہ ان رسومات سے مراد فوت شدہ کو ایک نئی دنیا کی طرف روانہ کرنا ہے یہ روانگی فوت شدگان کی سرزمین کی طرف ہوتی ہے جسے بعض جگہ ''فانیوں کا گھر'' کہا جاتا ہے۔ جہاں ارواح تجسیم نو (reincarnation) کا انتظار کرتی ہیں۔

ان قدیم لوگوں میں گرتے ہوئے ستارہ یعنی شہاب ثاقب کو موت کی نشانی سمجھا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ موت کے بعد بھی زندگی کا پہیہ جاری اور رواں رہتا ہے یعنی جسمانی زندگی سے مکمل روحانی زندگی۔ اور پھر کچھ انتظار کے بعد ایک مقررہ وقت پر پھر سے جسمانی صورت اختیار کر لینا۔

مذہب یا مجموعہ توہمات؟

مضمون کے آخر پر تحریر ہے کہ آسٹریلیا کی قدیم آبادی کی مذہبی زندگی پر تحقیق کرنے والوں نے افراط و تفریط کی راہ اپنائی ہے، مگر مذکورہ بالا مضمون کا یکجائی سے مطالعہ ثابت کرتا ہے کہ حقیقت بین بین موجود ہے۔ نہ تو یہ اقوام خالص توحید کے نظارے پیش کر رہی ہیں اور نہ ہی محض کسی ''مجموعہ توہمات'' کی پیروکار نظر آتی ہیں۔ دراصل عوامی قصے کہانیاں اور سینہ بہ سینہ چلنے والی روایات بھی مذہب کی تشکیل میں مددگار ہوا کرتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی حقیقی توحید جلد سارے عالم میں پھیلا دے۔ آمین ثم آمین

اس مختصر مضمون کی تیاری کیلئے (1) رومانیہ سے تعلق رکھنے والے ادیب و محقق Mircea Eliade کے Australian Religions: an Introduction کے عنوان سے یونیورسٹی آف شکاگو پریس کے رسالہ History of Religions کے متفرق شمارہ جات میں شائع ہونیوالے مضامین (کل 133 صفحات)

(2) اسی Mircea Eliade کے 16 جلدوں میں مدون کردہ Encyclopedia of Religions کی جلد اول کے مضمون Australian Religions (صفحہ 529 تا آخر جلد)

(3) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی تصنیف Revelation Rationality Knowledge and Truth کے باب سوم (آسٹریلیا کے قدیم مذاہب)

(4) تاریخ انقلابات عالم از ابوسعید بزمی جلد اول

(5) بعض معلوماتی ویب سائٹس سے استفادہ کیا گیا ہے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم مقبول احمد چوہدری صاحب سیکرٹری مال ضلع بہاولنگر تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے بیٹے مکرم عرفان احمد چوہدری صاحب انجینئر P.M.D.C کھیوڑہ اور خاکسار کی بہو محترمہ ثوبیہ قمر صاحبہ کو دو بیٹیوں کے بعد مورخہ 19 دسمبر 2012ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صفون احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری غلام نبی صاحب گرداور قانونگوئی بہاولنگر کی نسل سے، مکرم چوہدری عبدالحمید قمر صاحب ایڈووکیٹ بہاولنگر کا نواسہ اور مکرم صوفی فضل محمد صاحب بہاولنگر کی نسل سے ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک اور خادم دین بنائے۔ صحت والی لمبی عمر سے نوازے۔ والدین اور تمام خاندان کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرمہ منورہ پروین صاحبہ
ترکہ مکرم عبدالخالق صاحب)

مکرمہ منورہ پروین صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند محترم عبدالخالق صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے کھاتہ نمبر 8/65 امانت تحریک جدید میں مبلغ -/54744 روپے موجود ہیں۔ لہٰذا یہ رقم خاکسارہ کے اکاؤنٹ 26/118 امانت تحریک جدید میں منتقل کر دی جائے جملہ ورثاء کو کوئی اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرمہ منورہ پروین صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرمہ راحت نسیم صاحبہ (بیٹی)
3۔ مکرمہ تابش جبیں صاحبہ (بیٹی)
4۔ مکرمہ امۃ الباری صاحبہ (بیٹی)
5۔ مکرمہ خالدہ نسیم صاحبہ (بیٹی)
6۔ مکرمہ بشریٰ روبینہ صاحبہ (بیٹی)
7۔ مکرم عبدالمصور صاحب (بیٹا)
8۔ مکرم عطاء المالک صاحب (بیٹا)
9۔ مکرمہ امۃ الحی صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

سانحہ ارتحال

مکرم محمد شعیب طاہر صاحب مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی خوشدامن مکرمہ نعیمہ بشری صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری اصغر علی اختر صاحب 93.TDA ضلع لیہ حال ورجینیا امریکہ بنت مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مورخہ 13 مارچ 2013ء بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ مورخہ 15 مارچ 2013ء کو نماز جمعہ کے بعد بیت مبارک ورجینیا میں مکرم یحییٰ لقمان صاحب ریجنل مشنری نے نماز جنازہ پڑھائی اور احمدیہ قبرستان میں تدفین کے بعد دعا بھی مکرم مربی صاحب نے ہی کروائی۔

آپ 26 دسمبر 1946ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ اگست 1991ء میں اپنے خاوند محترم کی وفات کی وجہ سے آپ 45 سال کی عمر میں بیوہ ہو گئیں اور بیوگی کا عرصہ نہایت صبر اور ہمت سے گزارا اور اپنے بچوں کی نہایت اچھی تربیت کی۔ مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں۔ آپ ہمدرد، شفیق، نیک، صالح، پنجوقتہ نمازوں کی پابند، مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی اور خلافت سے بے پناہ عقیدت رکھنے والی تھیں۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے بہن بھائیوں کے علاوہ پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں۔ خاکسار کی اہلیہ صاحبہ کے علاوہ تمام بچے بوقت وفات و تدفین موجود تھے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو ان خوبیوں کا وارث بنائے۔ آمین

خاکسار ان تمام احباب کا نہایت مشکور ہے جنہوں نے اس موقع پر تشریف لا کر یا بذریعہ فون ہمارے ساتھ اظہار تعزیت کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین۔

عطیہ خون خدمت خلق ہے

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جا سکتی ہے

8/اپریل 2013ء

1:35 am	ڈاکومنٹری۔ کینیڈین میوزیم
2:05 am	رئیل ٹاک
3:05 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5/اپریل 2013ء
4:15 am	سوال و جواب
5:20 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:40 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
6:20 am	یسرنا القرآن
6:40 am	حضور انور کے ساتھ طلباء کی ایک نشست
8:00 am	ڈاکومنٹری۔ کینیڈین میوزیم
8:35 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 5/اپریل 2013ء
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس سیرت النبی ﷺ
11:30 am	الترتیل
12:00 pm	دورہ حضور انور مغربی افریقہ
1:00 pm	بین الاقوامی جماعتی خبریں
1:30 pm	خلافت احمدیہ سال بہ سال
2:00 pm	فرنچ ملاقات پروگرام
3:00 pm	انڈونیشین سروس
4:15 pm	تقاریر جلسہ سالانہ قادیان 2012ء
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم
5:10 pm	ان سائیٹ
5:35 pm	الترتیل
6:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جون 2007ء
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:15 pm	تقاریر جلسہ سالانہ قادیان 2012ء
9:00 pm	راہ ہدیٰ
10:35 pm	الترتیل
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:20 pm	دورہ حضور انور مغربی افریقہ

9/اپریل 2013ء

12:25 am	رئیل ٹاک
1:25 am	راہ ہدیٰ
3:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جون 2007ء
4:05 am	تقاریر جلسہ سالانہ قادیان 2012ء
4:40 am	سیرت حضرت مسیح موعود
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم
5:30 am	ان سائیٹ
5:55 am	الترتیل
6:20 am	دورہ حضور انور مغربی افریقہ
7:25 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جون 2007ء
8:30 am	تقاریر جلسہ سالانہ قادیان 2012ء
9:20 am	سیرت حضرت مسیح موعود
9:55 am	لقاء مع العرب
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am	یسرنا القرآن
12:00 pm	خدام الاحمدیہ یوکے اجتماع 2010ء
1:05 pm	ان سائیٹ
1:30 pm	Toowoomba Flower Carnival
2:00 pm	سوال و جواب
3:05 pm	انڈونیشین سروس
4:05 pm	سندھی سروس
5:10 pm	تلاوت قرآن کریم
5:30 pm	یسرنا القرآن
6:00 pm	رئیل ٹاک
7:00 pm	بنگلہ پروگرام
8:10 pm	سپینش سروس
9:00 pm	آؤ کہانی سنیں!
9:30 pm	سیرت النبی ﷺ
10:20 pm	یسرنا القرآن
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:30 pm	خدام الاحمدیہ یوکے اجتماع

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم خالد محمود صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع گجرات کے دورہ پر ہیں احباب جماعت واراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

☆☆☆

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم منور احمد ججہ صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کے حصول کیلئے اسلام آباد اور راولپنڈی کے اضلاع کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت واراکین عاملہ، مربیان کرام اور صدران جماعت سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

28مارچ2013ء

1:30 am	فقہی مسائل
3:05 am	خطبہ جمعہ
6:20 am	جلسہ سالانہ برطانیہ2010ء
7:30 am	فقہی مسائل
11:50 am	حضور انور کا دورہ مغربی افریقہ
1:45 pm	ترجمۃ القرآن کلاس
5:45 pm	خطبہ جمعہ 22مارچ2013ء
9:30 pm	ترجمۃ القرآن کلاس

بقیہ از صفحہ 1: جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ

ہمدردی خلق اور مضبوط عزم و ہمت) پر کاربند ہوں۔

13۔قناعت کی عادت ڈالیں۔

14۔ اردو زبان کا بنیادی علم حاصل کریں۔ روزنامہ الفضل جماعتی رسائل ماہنامہ خالد اور تشحیذ الاذہان وغیرہ باقاعدگی سے پڑھیں۔

15۔آپس میں اردو بول چال کی مشق کریں۔

16۔ اردو کے علاوہ انگریزی اخبارات بھی دیکھنے کی عادت ڈالیں۔

17۔ انگریزی اخبار میں سے کوئی خبر پڑھ کر سنانے کی مشق کریں۔

18۔میٹرک تک کی انگلش اور گرائمر کو پختہ کریں۔

19۔میٹرک تک کی عربی کا بنیادی علم حاصل کریں۔

(وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ)

ضرورت ملازمہ

گھر کے کام کے لئے ملازمہ کی ضرورت ہے۔تنخواہ کے علاوہ رہائش کی بھی سہولت ہوگی۔صدر صاحب جماعت کی تصدیق کے ساتھ رابطہ کریں۔

مکرم مرزا عبدالصمد صاحب

0300-7719850

درخواست دعا

مکرم فضل احمد صاحب دارالعلوم شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ میری والدہ محترمہ عارفہ شمیم صاحبہ اہلیہ مکرم مبارک احمد قیوم صاحب بعارضہ فالج بیمار ہیں۔احباب سے شفائے کاملہ وعاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 28-مارچ

طلوع فجر	4:36
طلوع آفتاب	6:01
زوال آفتاب	12:14
غروب آفتاب	6:27

خریداران الفضل وی پی وصول فرمائیں

دفتر روزنامہ الفضل کی طرف سے خریداری الفضل کا چندہ ختم ہونے پر بیرون ربوہ احباب کو وی پی پیکٹ بھجوایا جاتا ہے۔اب جن خریداران الفضل کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان کی خدمت میں بوجوہ خاکسار طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ دارالنصر غربی ربوہ کی طرف سے وی پی بھجوایا جا رہا ہے۔مہربانی کر کے ادارہ کی طرف سے ارسال کردہ یہ پیکٹ وصول فرمائیں تا کہ رقم آپ کے کھاتہ میں درج کر کے اخبار الفضل جاری رکھا جاسکے۔ادارہ کو منی آرڈر ارسال کرتے وقت بھی خیال رہے کہ منی آرڈر خاکسار کے نام ہو۔

(مینیجر روزنامہ الفضل)

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی ڈبی-/140 روپے بڑی-/550 روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434 -6211434

DEUTSCHE SPRACH SCHULE
INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE
جرمن زبان سیکھئے
یکم اپریل سے نئی کلاسیں شروع ہوں گی
GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری کروائی جاتی ہے۔ رابطہ: عمران احمد ناصر
مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

FR-10

Every piece a masterpiece

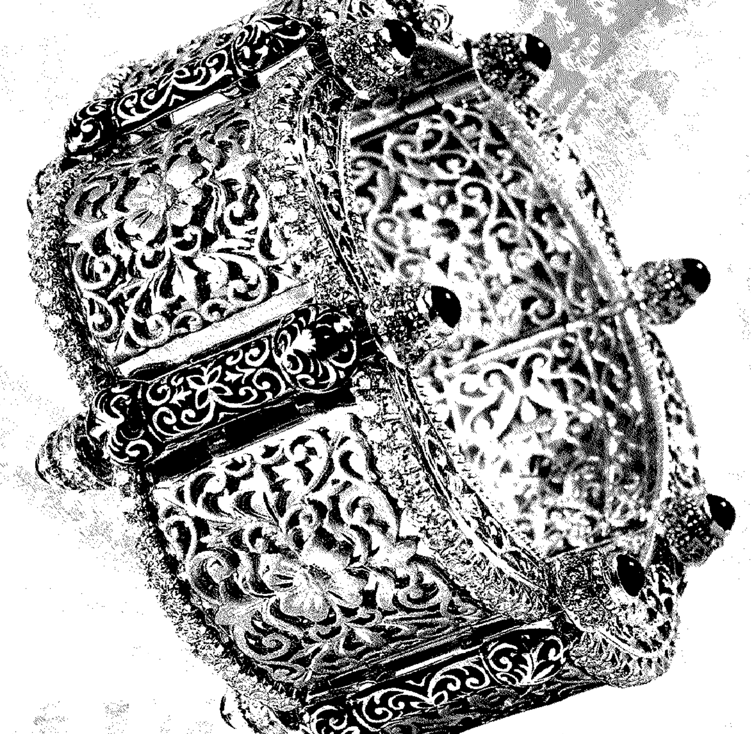

Ar-Raheem Jewellers - a name synonymous with fine jewellery in terms of design, innovation, exceptional creativity and extraordinary productive skills.

We are always inclined to create hand-crafted masterpiece jewellery that is unique and different. We bring you designs those are perfect to the minute details by the exteremly skilled craftmen.

This new masterpiece, conceived from Mughal era art, is one example of our craftmanship, creativity and innovation.

Be sure that we understand your taste, quality conciousness and individual style.

Ar-Raheem Jewellers

Ar-Raheem Jewellers
Khurshid Market, Hyderi, Karachi-74700.

New Ar-Raheem Jewellers
1st Floor, Bhayani Chambers, Khurshid Market, Hyderi, Karachi-74700

Ar-Raheem Seven Star Jewellers
Mehran Shopping Centre, Kehkashan, Block-8, Clifton, Karachi.